معیشت اور حکومت کے مسائل ۔ زیر نظر کتاب میں انھوں نے اس عہد میں اسلامی علوم کے ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ ان میں علم قراءت ، دیگر علومِ قرآن، علومِ حدیث اور علومِ فقہ کے ارتقاء سے بحث کی گئی ہے۔ ان علوم میں پہلے درس وتدریس سے متعلق علماء کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے، پھر ان کی تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے، اس ضمن میں یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ وہ عربی میں ہیں یا فارسی میں اور طبع ہوئی ہیں یا ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔ اگر غیر مطبوعہ ہیں تو ہندو بیرونِ ہند کے کن کتب خانوں میں ان کے مخطوطے دست یاب ہیں۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے بہت سی وہ غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں جو عہدِ سلطنت کے بارے میں پائی جاتی رہی ہیں۔ مثلاً یہ کہ عہدِ سلطنت میں علمِ فقہ کے مقابلے میں علومِ قرآن وحدیث کو نظر انداز کیا گیا ہے، یا یہ کہ اس دور میں حدیث کی امہاتِ کتب دست یاب نہ تھیں۔ فاضل مصنف نے کتاب کے ابتدائی دو ابواب میں جو معلومات پیش کی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ ان علوم میں بھی اس عہد میں مختلف جہتوں سے اہم کام ہوئے ہیں اور حدیث کے تمام مشہور مجموعے دست یاب تھے اور ان کے پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری تھا۔ علمِ فقہ کے ارتقاء سے بحث کرتے ہوئے مصنف نے اس دور میں تیار ہونے والے فتاویٰ لٹریچر کا بھی تعارف کرایا ہے۔ کتاب کے اولین تین ابواب پہلے مقالات کی شکل میں شائع ہوچکے تھے، کتاب میں شامل کرتے وقت ان پر نظر ثانی کی گئی ہے۔

فاضل مصنف نے موضوع سے متعلق عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کے دست یاب تقریباً تمام مراجع سے، جن میں مخطوطات بھی شامل ہیں، استفادہ کیا ہے اور جملہ مباحث کو مستند حوالوں سے مؤکد کیا ہے۔ امید ہے، علمی حلقوں میں ان کی دیگر کتب طرح اس کتاب کو بھی پذیرائی ملے گی۔ (م۔ر)

آثارِ شبلی — ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی

ناشر: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۱۳ئ صفحات: ۵۲۷، قیمت: ۵۰۰/روپے

گزشتہ صدی میں اسلامیات کے میدان میں جن شخصیات پر سب سے زیادہ کام ہوا ہے ان میں ایک نمایاں نام علامہ شبلی نعمانیؒ (م ۱۹۱۴ئ) کا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ان کی

تصانیف برابر شائع ہورہی ہیں اور بڑے پیمانے پر ان سے استفادہ کیا جارہا ہے، بلکہ ان کے علمی، ادبی، تنقیدی اور تعلیمی افکار ونظریات پر تجزیاتی اور موضوعاتی مطالعات بھی کیے گیے ہیں اور ان کے کاموں کی قدر و قیمت متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ڈاکٹر الیاس اعظمی کومولانا شبلی سے غیر معمولی عقیدت ہے۔انھوں نے شبلی شناسی کے میدان میں جتنا کام کیا ہے اتنا شاید اور کسی مصنف کے حصے میں نہیں آیا ہے۔اس موضوع پر ان کی تصانیف:' متعلقات شبلی، کتابیات شبلی، شبلی سخن وروں کی نظر میں اور مکتوباتِ شبلی' کوعلمی حلقوں میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔اب ان کی تازہ کتاب 'آثارِ شبلی' کے نام سے منظر عام پر آئی ہے۔

یہ کتاب آٹھ (۸) ابواب پر مشتمل ہے۔پہلا باب 'توقیتِ شبلی' کے عنوان سے ہے۔ اس میں پیدائش سے وفات تک کی اہم تاریخوں کی تعیین کی گئی ہے، جس سے علامہ کی شخصیت اور کارناموں کا ایک اجمالی مرقع سامنے آجاتا ہے۔دوسرے باب میں ان کی تصانیف کا تفصیلی تعارف کرایا گیا ہے، ان کی قدر و قیمت متعین کی گئی ہے اور ان پر کیے جانے والے اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے۔تیسرے باب میں تالیفات، رسائل ومجلّات اوردارالعلوم ندوۃالعلماء کی روداددوں کا تعارف وتجزیہ ہے۔چوتھے اور پانچویں ابواب میں فارسی اور اردو مجموعہ ہائے کلام اورشاعری کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔چھٹے باب میں مختلف مجموعہ ہائے مقالات وخطبات کا ذکر اور ان پر تبصرہ ہے۔ساتویں باب میں مکاتیب کے بعض مجموعوں کا مطالعہ ہے۔آٹھواں باب نوادراتِ شبلی پر ہے۔اس میں غیر مدوّن تحریروں [مقالات، مقدموں، دیباچوں، تقریظات اور خطوط وخطبات]اور بعض غیر مطبوعہ تحریروں اور ان کے مشمولات کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔تصنیفات وتالیفات کے ذیل میں سالِ تصنیف، سالِ اشاعت، بعد کی معلوم اشاعتوں کی تفصیل، ان کے تراجم اور مترجمین اور طباعتی تفصیلات بھی دے دی گئی ہیں۔کتاب کے آخر میں پچپن (۵۵) صفحات پر مشتمل اشخاص، اماکن، کتب و رسائل، تنظیموں، تعلیم گاہوں اور اشاعتی اداروں وغیرہ کا اشاریہ ہے، جس سے کتاب کی افادیت دو چند ہوگئی ہے۔

دار المصنفین کے ناظم پروفیسر اشتیاق احمد ظلی نے کتاب پر اپنے پیش لفظ میں بجا طور پر اسے ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:''آثارِ شبلی میں بڑے تفحص اور دیدہ ریزی سے علامہ شبلی کے آثار کا استقصاء کیا گیا ہے۔اس کے آئینہ میں علامہ کے علمی ورثہ کی ایک